احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ الفضل ربوہ

فون 213029

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد 47-82 نمبر 9 | اتوار 2 رمضان ۔1417ھ 12 صلح 1376ہش 12 جنوری 1997ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دعا کرنے والے کی روح پانی کی طرح بہہ کر آستانہ الوہیت پر گرتی ہے

یہ یاد رکھو کہ یہ دعا زبانی بک بک کا نام نہیں بلکہ یہ وہ چیز ہے کہ دل خدا تعالیٰ کے خوف سے بھر جاتا ہے اور دعا کرنے والے کی روح پانی کی طرح بہہ کر آستانہ الوہیت پر گرتی ہے اور اپنی کمزوریوں اور لغزشوں کے لئے قوی اور مقتدر خدا سے طاقت اور قوت اور مغفرت چاہتی ہے اور یہ وہ حالت ہے کہ دوسرے الفاظ میں اس کو موت کہہ سکتے ہیں۔ جب یہ حالت میسر آجاوے تو یقیناً سمجھو کہ باب اجابت اس کے لئے کھولا جاتا ہے۔ اور خاص قوت اور فضل اور استقامت بدیوں سے بچنے اور نیکیوں پر استقلال کے لئے عطا ہوئی ہے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

دیکھو ایک کسان کس محنت اور جانفشانی سے قلبہ رانی کر کے زمین کو درست کرتا، پھر تخم ریزی کرتا، آبپاشی کی مشکلات جھیلتا ہے۔ آخر جب طرح طرح کی مشکلات، محنتوں اور حفاظتوں کے بعد کھیتی تیار ہوتی ہے تو بعض اوقات خدا تعالیٰ کی باریک در باریک حکمتوں سے ژالہ باری ہو جاتی یا کبھی خشک سالی ہی کی وجہ سے کھیتی تباہ و برباد ہو جاتی ہے۔ غرض یہ ایک مثال ہے ان مشکلات کی جن کا نام تکالیف قضا و قدر ہے۔ ایسی حالت میں (-) جو پاک تعلیم دی گئی ہے وہ کیسی رضا بالقضاء کا سچا نمونہ اور سبق ہے اور یہ بھی صرف (ایمان والوں) ہی کا حصہ ہے۔ آریہ جو کہ روح اور ذات مع ان کے خواص کے خود بخود اور خدا کی طرح ازلی ابدی مانتے ہیں وہ کیونکر (ہم اللہ کے لئے) کہہ سکتے ہیں اور یہ توفیق ان کو کیسے نصیب ہو سکتی ہے۔ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 662)

توفیق بڑھنے کے ساتھ ساتھ قربانیاں ضرور بڑھا کرتی ہیں

(حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع)

اس سال پہ غور کرتے ہوئے ایک اور بات کا بھی خیال رکھیں کہ خدا تعالیٰ نے آپ کی مالی توفیقات کو جو بڑھایا ہے کیا آپ نے ان توفیقات کے مطابق اپنی قربانی کو بھی بڑھایا ہے کہ نہیں۔ اگر ایسا نہیں ہوا تو یہ خطرہ ہے۔ کیونکہ قربانیوں کا مضمون دو طرح سے آگے بڑھتا ہے۔ ایک یہ کہ توفیق کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ قربانیاں ضرور بڑھا کرتی ہیں۔ ان لوگوں کی قربانیاں جو خالصتاً للہ رضائے باری تعالیٰ کی خاطر قربانیاں دیتے ہیں ان کی تو لازماً بڑھتی ہیں اور اگر توفیق نہ بڑھے تو آرزوئیں بڑھتی رہتی ہیں، تمنائیں بڑھتی رہتی ہیں، دل مچلتے ہیں کہ کاش ایسا ہو کہ ہمیں توفیق ملے تو پھر یہ بھی کر دیں اور وہ بھی کر دیں اور بسا اوقات ایسے مردوں اور عورتوں کے خط ملتے ہیں کہ ہم یہ قربانی پیش کر سکتے ہیں مگر دل روتا ہے تمنا بڑی ہے کہ کاش خدا اور دے تو پھر ہم اور بھی زیادہ قربانیوں کو بڑھا دیں۔ اس ضمن میں جب اپنے سال پر غور کریں گے تو آپ کے دل آپ کو بتائیں گے کہ قربانیوں سے بے زاری بڑھی تھی یا قربانیوں کی محبت بڑھی ہے۔ عملاً پہلے سے زیادہ قربانیاں دی ہیں یا عملاً پہلے سے قربانیوں میں کمی واقع ہو گئی ہے۔ اس پہلو سے بھی سال پر نظر کریں۔

جہاں تک نیک تمناؤں کا تعلق ہے ان میں بھی دعاؤں کی ضرورت ہے کہ وہ تمنائیں سچی ہوں۔ کیونکہ (کلام الٰہی) فرماتا ہے کہ بعض لوگ یہ دعائیں کرتے ہیں کہ اے خدا ہمارے اموال میں برکت دے پھر ہم بہت قربانیاں کریں تیری راہ میں مگر جب اللہ تعالیٰ ان کو اموال میں برکت دیتا ہے تو وہ قربانیوں سے محروم رہ جاتے ہیں اور خرچ نہیں کر سکتے۔ تو جہاں یہ نیک تمنائیں پیاری ہیں اچھی لگتی ہیں وہاں یہ خطرات بھی ہیں جن کی نشان دہی (کلام الٰہی) فرماتا ہے اور ایسی کتاب ہے کہ اس کا کوئی جواب نہیں۔ کوئی نظیر دنیا میں نہیں ہے۔ اور بھی کتابیں اتری ہیں اور اس شان کی کتاب کہیں نہیں اتری، پہلے کبھی نہیں اتری، ہر اچھی چیز کی تحریک فرماتے ہوئے ہر اچھی چیز کے ساتھ منسلک خطرات سے بھی آگاہ کرتا ہے۔ کوئی نکال کے تو دکھائے دنیا سے کوئی ایسی کتاب۔ اس لئے کہ یہ ایک جاری کتاب تھی جو فطرت کے ساتھ باندھی گئی اور فطرت کے ہر گوشے پر نظر رکھنا اس کتاب کے لئے لازم تھا ورنہ یہ عالمگیر تعلیم نہیں بن سکتی تھی۔

پس باقی کتب کا نقص نہیں ہے ان کی مجبوری ہے وہ وقت کے دائروں میں بٹی ہوئی شریعتیں تھیں۔ چونکہ محمد رسول اللہ ﷺ پر ایک عالمی نور نازل ہوا ہے جو کل عالم سے تعلق رکھتا ہے اس لئے فطرت سے اس کا باندھا جانا ضروری تھا اور فطرت میں مخفی ہر پہلو کے ساتھ جہاں جہاں تعلق ضروری ہے وہاں (کلام الٰہی) نے باندھا

باقی صفحہ 7 پر

سانحہ ارتحال

○ مکرم چوہدری محمد حنیف باجوہ صاحب جو مکرم حبیب اللہ باجوہ صاحب مربی سلسلہ کے والد ہیں مورخہ 10۔ جنوری 1997ء کو بعمر قریباً 77 سال اللہ کو پیارے ہو گئے۔ اگلے روز ان کا جنازہ احاطہ صدر انجمن احمدیہ میں محترم مولانا سید احمد علی شاہ صاحب نائب ناظر اصلاح وارشاد نے پڑھایا جس میں کثیر تعداد میں احباب شامل ہوئے۔ بعدہ قبرستان عام میں تدفین کے بعد مکرم مولوی عبداللطیف پریمی صاحب مربی سلسلہ نے دعا کرائی۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے موصوف کے درجات بلند فرمائے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

درخواست دعا

○ مکرم راجہ ناصر احمد صاحب وارنٹ آفیسر (ر) سیکرٹری ضیافت کراچی بعارضہ دل کراچی کے ہسپتال میں داخل ہیں کمزوری بے حد ہو گئی ہے۔ ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دردمندانہ درخواست دعا ہے۔

○ مکرم صوفی بشیر احمد صاحب زعیم حلقہ شمالی گوجرانوالہ شہر والد مکرم عزیز مکرم عطاء الرقیب صاحب متعلم جامعہ احمدیہ ربوہ کو دل کا شدید اٹیک ہوا ہے۔ فوری اپریشن کے لئے لاہور ریفر کیا گیا ہے۔ احباب جماعت سے کامل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

ولادت

○ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مکرم راجہ منور احمد صاحب مبشر ڈرگ روڈ کراچی کو مورخہ 96-12-29 کو دوسرا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے ازراہ شفقت نومولود کا نام "مشرف احمد" عطا فرمایا ہے۔ نومولود محترم راجہ ناصر احمد صاحب ماسٹر وارنٹ آفیسر (ر) سیکرٹری ضیافت کراچی کا پوتا اور مکرم خواجہ صفی الدین قمر صاحب انسپکٹر مال صدر انجمن احمدیہ کا نواسہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نومولود کو باعمر و خادم سلسلہ بنائے۔

ساری عقدہ کشائیاں دعا کے ساتھ ہو جاتی ہیں۔
(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

خدا تعالیٰ کے فرائض کو دلی خوف سے بجالاؤ کہ تم ان سے پوچھے جاؤ گے

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دار النصر غربی - ربوہ

قیمت
2 روپے 50 پیسے

12- صلح 1376 ھش   12 - جنوری 1997ء

اپنے قویٰ کے استعمال کے ساتھ دعا

تمام امور نتائج کے لحاظ سے پرکھے جاتے ہیں اور جہاں تک نتائج کا تعلق ہے ان کے ساتھ انسان کے اپنے احساسات بھی شامل ہوتے ہیں۔ ایک شخص کسی تکلیف میں سے گذرتا ہے تو درد محسوس کرتا ہے۔ روتا پیٹتا اور چلاتا ہے۔ یہ کیا ہو گیا۔ ایک اور شخص ویسی ہی تکلیف میں سے گذرتا ہے تو سوچتا ہے کہ یہ تکلیف دائمی تو نہیں اس کا وقت گذر جائے گا اور مجھے پھر آسانیاں میسر ہو جائیں گی۔ اور اس طرح وہ اطمینان کا اظہار کرتا ہے۔ گویا کہ تکلیف تو ایک جیسی تھی۔ اس کا نتیجہ بھی ایک جیسا ہی تھا۔ لیکن احساسات کے فرق نے اس تکلیف کی اہمیت کو کم یا زیادہ کر دیا۔ اگر انسان صرف اپنے زور بازو سے کوئی کام کرے اور اسے ناکامی کا سامنا کرنا پڑے تو اسے افسوس بھی ہوتا ہے اور ندامت بھی۔ لیکن اگر وہی کام کرتے ہوئے وہ خدا تعالیٰ کو اپنے سامنے رکھے اس سے دعا کرے اور پھر اس کام کے نتیجہ میں ناکامی بھی ہو تو اسے اس بات کا یقین ہوتا ہے کہ یہ ناکامی حقیقی ناکامی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کوئی نہ کوئی صورت کامیابی کی پیدا کر دے گا۔ فوری طور پر نہیں تو کسی اور وقت سہی کیوں کہ خدا تعالیٰ سے دعا کرتے ہوئے جو کام کیا گیا ہے اس میں صرف انسان کا زور بازو ہی شامل نہیں ہوتا بلکہ خدا تعالیٰ کا ارادہ بھی شامل ہوتا ہے۔ زور بازو کی بات تو یہ ہے کہ یہ سمجھ کر ہم نے ایسا کر لیا تو ہمارے لئے یہ بات بہت ٹھیک ہوگی۔ لیکن دعا کرنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اے خدا ہم تو اس کام کے متعلق یہ کچھ سمجھتے ہیں لیکن اس کی حقیقت سے تو واقف ہے۔ اگر یہ کام ہمارے لئے مفید ہے تو تکمیل کو پہنچ جائے اور اگر مفید نہیں تو تو ہمیں اس کی مضرت رسانی سے بچالے۔ اور کسی اور رنگ میں ہمارے لئے اور کوئی اچھی بات پیدا کر دے۔

پس اپنے زور بازو کو خدا تعالیٰ سے کی گئی دعا کے ساتھ ہم آہنگ کر کے کام کرنے سے ناکامی اور کامیابی اتنی اہم نہیں رہتی جتنا یہ اطمینان کہ جو کچھ ملا ہے وہ خدا سے ملا ہے۔ ناکامی ہے تو وہ بھی خدا کی طرف سے آئی ہے کامیابی ہے تو وہ بھی خدا کی طرف سے آئی ہے۔ ناکامی کو خدا تعالیٰ کبھی نہ کبھی کامیابی میں بدلنے کی طاقت رکھتا ہے وہ جب چاہے گا ہماری اس دعا کو سنے گا اور جو کچھ ہم نے چاہا ہے اسے کسی اچھے رنگ میں ہمیں عطا کر دے گا۔ دعا کے متعلق یہ بھی تو کہا جاتا ہے کہ جب خدا تعالیٰ سے دعا کی جاتی ہے تو وہ یا تو وہی کچھ دے دیتا ہے جو ہم مانگتے ہیں یا جو ہم مانگتے ہیں وہ ہمیں نہیں دیتا یا جو ہم مانگتے ہیں وہ تو ہمیں نہیں دیتا لیکن کچھ اور اچھی چیز دے دیتا ہے۔ اور یہ سب کچھ اس لئے ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ ہماری کنہ کو بھی جانتا ہے اور ہماری ضرورتوں کو بھی پہچانتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ہم جو کچھ مانگ رہے ہیں وہ ہمارے لئے نتیجتہً مفید نہ ہو۔ کہیں کسی نہ کسی طرح وہ ضرر کا باعث بن جائے۔ اور خدا تعالیٰ سے چونکہ دعا کی گئی ہے۔ اس لئے وہ یہ نہیں چاہے گا کہ کوئی چیز ہمیں ضرر پہنچائے۔

پس دعا کا یہ فلسفہ سمجھ لینے کی بہت ضرورت ہے اسی سے انسان کو اطمینان ملتا ہے۔ اور اسی سے وہ آئندہ دعا کرنے پر زیادہ مائل ہو جاتا ہے۔ اپنی مرضی کی بجائے جسے خدا کی مرضی مل جائے اپنے سوچے ہوئے ضرر کی بجائے جسے خدا تعالیٰ کی طرف سے مفید بات حاصل ہو جائے اسے اور کیا چاہئے۔ یہ ایک ایسی خوشی ہے کہ جس کا کوئی بیرونی خوشی مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اور یہ ایک ایسی بات ہے کہ انسان ہر قسم کے نتیجے کو قبول کرنے کے لئے تیار رہتا ہے۔ اور اگر تیار نہ ہو اور نتیجہ ایسا سامنے آئے جسے وہ ناکامی سمجھے تو اسے مایوسی بھی ہوگی اور مایوسی انسان کے لئے انتہائی ضرر رسان ہے پس اپنا زور لگاتے ہوئے اور خدا تعالیٰ سے دعا کرتے ہوئے جو بھی نتیجہ ہو اس کی خوشی اندرونی خوشی ہوتی ہے اور کوئی بیرونی خوشی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ اس طرح اگر انسان کو آگ میں بھی ڈال دیا جائے تو اسے خوشی ہوگی۔ خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے اسے آگ میں ڈالا گیا اور اس نے اسے برداشت کیا۔

پس اصل بات یہ ہے کہ ہماری نظر ہمیشہ خدا تعالیٰ کی طرف رہنی چاہئے۔ رنج ہو یا خوشی ہو، مشکل ہو یا آسانی ہو ان سب باتوں میں اگر ہم خدا تعالیٰ کا ہاتھ دیکھیں تو ہمارا دل مطمئن رہے گا اور ہمیں ایک اندرونی خوشی حاصل ہوتی رہے گی ہم اس بات سے مسرت محسوس کریں گے کہ ہم نے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے سپرد کر دیا ہے اور جب کوئی شخص اپنے آپ کو کسی طاقت ور ہستی کے سپرد کر دے تو وہ سمجھتا ہے اور بالکل ٹھیک سمجھتا ہے کہ اب اسے کوئی شخص نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اور کسی کے نقصان نہ پہنچا سکنے کی خوشی ایسی خوشی ہے کہ جس کا کوئی مقابلہ ہی نہیں کیا جا سکتا۔ جب یہ بات یقین کے طور پر ہمارے دل میں گڑ جائے کہ ہم نے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے سپرد کر دیا ہے تو اپنے ہر کام کے نتیجے کو اسی کی طرف منسوب کریں گے تو انسان کے لئے اس سے بڑھ کر اور خوشی کا کوئی مقام نہیں ہو سکتا۔ خدا تعالیٰ رب العالمین ہے رحمان ہے رحیم ہے مالک یوم الدین ہے ایسی ہستی کے اپنے آپ کو سپرد کر دینا خوشی ہی خوشی کا باعث ہو سکتا ہے۔ پھر ہمیں نہ کسی تکلیف کی پرواہ رہتی ہے۔ نہ کسی مشکل کا احساس رہتا ہے۔ درد بھی مرہم بن جاتا ہے۔ اور زخم لگے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ کسی نے پھول پھینکا۔ یہ سب کچھ خدا تعالیٰ کی ہستی پر یقین اور اپنے آپ کو اس کے سپرد کر دینے کا نتیجہ ہوتا ہے۔

پس یہ بات تو نہایت ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو قویٰ ہمیں عطا کئے ہیں ان کو کام میں لایا جائے۔ لیکن صرف انہی پر بھروسہ نہ کیا جائے دعا کرتے ہوئے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے سپرد کر دیا جائے۔ اور اگرچہ کام خود کیا جائے لیکن سمجھا یہ جائے کہ ہم نے یہ خدا کے سپرد کر دیا ہے۔ وہ جو بھی اس کا نتیجہ نکالے گا ہم اس سے خوش ہونگے۔ یہ ایسی اطمینان کی کیفیت ہے کہ بیرونی اطمینان اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

پس آیئے ہم اپنے قویٰ سے کام لیں اور دعا سے کام لیں اور اپنے آپ کو اور اپنے کاموں کو خدا تعالیٰ کے سپرد کر دیں اور پھر جو بھی نتیجہ وہ نکالے اس سے مطمئن رہیں۔ وہ ہمیں خوشی دینے کا باعث بنے۔ اے خدا تو ہمیں اسکی توفیق عطا کر۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تاریخ ادیان عالم

علمی مسائل

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہر شخص کا کوئی نہ کوئی مطمح نظر ہوتا ہے جو ہر وقت اس کی آنکھوں کے سامنے رہتا ہے۔ اور اسے پورا کرنے کے لئے وہ اپنی تمام مساعی صرف کر دیتا ہے۔ کبھی وہ تجارت میں ترقی اپنا مقصد قرار دے لیتا ہے۔ کبھی زراعت میں ترقی اپنا مقصد قرار دے لیتا ہے۔ کبھی سیاسی لحاظ سے اقتدار کا حصول وہ اپنا مقصد قرار دے لیتا ہے۔ کبھی سائنس کی ترقی میں اپنا مقصد قرار دے لیتا ہے۔ کبھی بیواؤں اور یتامیٰ اور مساکین کی خدمت کو وہ اپنا مقصد قرار دے لیتا ہے۔ کبھی دین اور مذہب کی اشاعت کو اپنا مقصد قرار دے لیتا ہے۔ غرض ہر شخص کسی نہ کسی مطمح نظر کو اپنے سامنے رکھتا ہے اور اس کے حصول کے لئے وہ ہر قسم کی قربانیوں اور جدوجہد سے کام لیتا ہے۔ نکمے سے نکمے انسان کو بھی دیکھ لو تو معلوم ہو گا کہ وہ ہر وقت کچھ نہ کچھ کرتا رہتا ہے۔ کیونکہ فراغت انسانی فطرت میں داخل ہی نہیں۔ یہی حال اقوام کا ہے۔ ہر قوم نے اپنا کوئی مقصد قرار دیا ہوا ہوتا ہے اور وہ اس کے لئے سب کچھ قربان کر دیتی ہے۔ پس جب ہر انسان دنیا میں کچھ نہ کچھ ضرور کرتا ہے اور کسی نہ کسی امر کے متعلق اسے شغف ہوتا ہے تو تمہارا بھی ایک مطمح نظر ہونا چاہئے یہ نہ ہو کہ تشقت قومی کے ماتحت کوئی کسی مقصد کو اپنے سامنے رکھ لے اور کوئی کسی مقصد کو۔ مولیھا میں مفعول کو حذف کر دیا گیا ہے اور اصل عبارت اس طرح ہے کہ ہر شخص کی کوئی نہ کوئی جہت ہوتی ہے۔ یا ہر شخص کا کوئی نہ کوئی نصب العین ہوتا ہے جس پر وہ اپنی تمام توجہات کو مرکوز کر دیتا ہے اور جسے زندگی بھر اپنے سامنے رکھتا ہے۔ اور پورے انہماک اور توجہ سے اسے حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ مگر لوگ تو اپنے مقاصد اپنے لئے خود تجویز کرتے ہیں لیکن (-) امت محمدیہ پر رحم کرتے ہوئے خود ہی ایک بلند ترین مطمح نظر اس کے سامنے رکھتے ہیں اور ہدایت دیتے ہیں کہ تمہارا مطمح نظر یہ ہونا چاہئے کہ تم نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔ اس جگہ نیکیوں میں ایک دوسرے کا مقابلہ کرنے کی تحریک فرما کر اللہ تعالیٰ نے قومی ترقی کا ایک عجیب گر بتایا ہے جسے افسوس ہے کہ اس زمانہ میں بالعموم مدنظر نہیں رکھا جاتا چنانچہ عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ اگر کسی شخص کو نیکیوں میں حصہ لینے کی نصیحت کی جائے یا کسی نیک کام کی ترغیب دلائی جائے تو اس کا جواب یہ ہوتا ہے کہ بس غریبوں پر ہی سارا زور ڈالا جاتا ہے۔ امیروں کو تو کوئی پوچھتا ہی نہیں۔ حالانکہ اگر کوئی بڑا ہے اور وہ نیکیوں میں حصہ نہیں لیتا تو وہ اس کی مثال اپنے سامنے کیوں رکھتا ہے انہیں تو اچھے نمونے کی اقتدا کرنی چاہئے اور امارت اور غربت پر بنیاد رکھنے کی بجائے ہمیشہ یہ دیکھنا چاہئے کہ نیکی اور تقویٰ کس میں پایا جاتا ہے۔ اگر ایک غریب میں نیکی پائی جاتی ہے تو وہ اس امیر کے مقابلے میں جس کے اندر تقویٰ نہیں خدا تعالیٰ کے حضور لاکھوں گنا زیادہ بہتر ہے۔ صحابہؓ کی یہ کیفیت تھی کہ ایک دفعہ غرباء نے رسول کریم ﷺ کے پاس جا کر شکایت کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح ہم نمازیں پڑھتے ہیں اسی طرح امراء بھی نمازیں پڑھتے ہیں۔ جس طرح ہم روزے رکھتے ہیں۔ اسی طرح امراء بھی روزے رکھتے ہیں جس طرح ہم جہاد کرتے ہیں اسی طرح امراء بھی جہاد کرتے ہیں مگر یا رسول اللہ ﷺ ایک زائد کام وہ یہ کرتے ہیں کہ وہ صدقہ و خیرات دیتے ہیں اور ہم غربت اور ناداری کی وجہ سے اس میں حصہ نہیں لے سکتے۔ ہمیں کوئی ایسا طریق بتائیے جس پر چل کر ہم اس کمی کو پورا کر سکیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم ہر نماز کے بعد 33-33 دفعہ سبحان اللہ اور الحمد للہ اور 34 دفعہ اللہ اکبر کہہ لیا کرو۔ وہ بڑے خوش ہوئے اور انہوں نے اس پر عمل شروع کر دیا۔ مگر تھوڑے دنوں میں ہی امراء کو بھی اس کا پتہ لگ گیا اور انہوں نے بھی تسبیح و تحمید شروع کر دی۔ اس پر غربا نے پھر رسول کریم ﷺ کی خدمت میں شکایت کی کہ یا رسول اللہ ﷺ انہوں نے بھی تسبیح و تحمید شروع کر دی ہے۔ اب ہم کیا کریں آپؐ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی کو نیکی کی توفیق دیتا ہے تو میں اس کو کس طرح روک سکتا ہوں یہ تھی ان کی نیکی اور اس میں تسابق کی روح اسی طرح بجائے اس کے کہ انسان اعتراض کرے اور کہے کہ فلاں سے یہ کام کیوں نہیں کروایا جاتا اسے چاہئے کہ خود اس میں حصہ لے اور دوسروں سے آگے بڑھنے کی کوشش کرے۔

غرض دنیا میں ہر شخص کا ایک مطمح نظر ہوتا ہے کسی کو کھانے پینے کا شوق ہوتا ہے۔ کسی کو عیش و عشرت کا شوق ہوتا ہے۔ کسی کو تجارت کا شوق ہوتا ہے۔ کسی کو اچھے لباس کا شوق ہوتا ہے۔ کسی کو غیبت اور بدگوئی کا شوق ہوتا ہے۔ کسی کو لڑائی جھگڑے کا شوق ہوتا ہے غرض کوئی انسان نہیں جس نے اپنے لئے کسی نہ کسی چیز کے حصول کو اپنا مقصد قرار نہ دیا ہوا ہو۔ غریب سے غریب اور جاہل سے جاہل بھی اپنے سامنے کوئی نہ کوئی مقصد رکھتا ہے۔ کسی کا مقصد چوہدراہٹ حاصل کرنا ہوتا ہے۔ اور کسی کا مقصد اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا ہوتا ہے۔ کسی کا مقصد سیاسی اقتدار حاصل کرنا ہوتا ہے۔ فرماتا ہے کہ جب کوئی نہ کوئی مقصد ہر انسان کے سامنے ہوتا ہے تو پھر تم وہ بات کیوں نہ کرو جس میں سب اچھی باتیں آ جائیں۔ تمہیں یہ تہیہ کر لینا چاہئے کہ کوئی خوبی ایسی نہ ہو جس میں دوسرا ہم سے آگے نکل جائے۔

دعا کامل کے لوازمات یہ ہیں کہ اس میں رقت ہو۔ اضطراب اور گدازش ہو۔
(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

حضرت امام جماعت احمدیہ الاول کے عہد میں

اہل قادیان کی عملی زندگی کے چند واقعات

اب ہم اس زمانہ کے اہل قادیان کی عملی زندگی کے چند واقعات درج کرتے ہیں تا آنے والی نسلیں یہ اندازہ لگا سکیں کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اور حضرت امام جماعت احمدیہ الاول کی تربیت کے نتیجہ میں جماعت اور خصوصاً ساکنین قادیان کس حد تک اخلاقی لحاظ سے ترقی کر چکے تھے۔ ایک عینی شاہد کا بیان ہے کہ

1 "پچھلے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر چند باتیں میں نے وہاں ایسی دیکھیں جن کا نقش آج تک اپنے دل میں ایسا ہی گہرا پاتا ہوں۔ میرا چھوٹا بھائی عزیز ولی محمد خاں بھی تعلیم الاسلام میں رہ گیا ہے۔ چلتی دفعہ اس نے کہا تھا کہ وہاں کے ایک شیر فروش کا حساب وہ اب تک نہیں کر سکا۔ دو روپیہ کے قریب ہو گا۔ دریافت کر کے اسے رقم دی جائے۔ ہم نے احمدی شیر فروشوں کی دکانوں پر سے بہتیرا استفسار کیا۔ کچھ پتہ نہ ملا۔ ہمیں نہ معلوم نہ کچھ پتہ آخر دارالامان کے رہنے والے ایک بھائی کی مدد سے ہم تلاش میں کامیاب ہوئے۔ اس قابل رشک نوجوان کا نام میاں عبداللہ احمدی شیر فروش تھا۔ وہ ان دنوں بیمار تھے اور ہمیں خارجاً معلوم ہوا کہ عیالداری اور بیماری کی وجہ سے بیکاری کے باعث سخت ابتلاء میں ہیں۔ میرے عزیز بھائی نے انہیں تین روپے دیتے ہوئے کہا کہ ممکن ہے بچے کا تخمینہ حساب ٹھیک نہ ہو آپ اپنا بقایا بتلا دیں۔ یہ سن کر وہ نوجوان ہنسا۔ اور کہنے لگا بے شک بچے کا تخمینہ غلط ہے کیونکہ مجھے صرف 13 آنے چاہئیں اور یہی رقم اس نے بڑے اصرار سے لے لی اور ہمیں ایک نہایت قیمتی سبق دے کر علیحدہ ہوا۔

3، 2 اسی رات کو عزیز ولی محمد خاں معہ عزیز محمد صدیق احمدی دو*کانداروں سے کچھ دودھ اور روٹی لینے بازار گیا۔ اتفاق سے اس کے پاس بھنے ہوئے پیسے (ریزگاری) نہ تھے۔ مطلوبہ اشیاء کے ساتھ روپیہ بھی واپس لائے اور ظاہر کیا کہ اتفاق سے دوکانداروں کے پاس بھی اس وقت پیسے نہ تھے اور انہوں نے باوجود اصرار یہ کہہ کر روپیہ واپس کر دیا کہ ہماری نسبت آپ بہتر یاد رکھیں گے اور صبح ہم کو آسانی سے پہنچا سکیں گے۔ یہی دودھ والے نے کہا اور یہی روٹی والے نے۔ یہ جلسہ سالانہ کا موقعہ تھا۔ مخلوق کے اس اژدھام میں بھی اپنے بیگانے کی تفریق کا خیال ان کی حق بین نظر و دلوں میں جگہ نہیں پا سکا۔ صبح کو ہم سو کر اٹھے تو فیروزپور کے ایک بھائی نے کہا کہ یہ واسکٹ کی جیبیں بھی کچھ نہیں ہوتیں جو کچھ ان میں ہو بس غائب یہ کہہ کر وہ کچھ سوچنے لگ گیا اور پھر دفعتاً باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد (اب مجھے یاد نہیں کہ چونی تھی کہ اٹھنی تھی) ہاتھ میں لئے ہوئے ہنستا ہوا اندر داخل ہوا۔ اور کہنے لگا۔ کل میری جیب میں ایک پیسہ تھا اور ایک یہ چونی یا اٹھنی میں نے کل وہاں سے ایک پیسہ کے ریوڑ (ریوڑیاں) لئے تھے۔ مجھے خیال آیا۔ شاید پیسہ کی بجائے میں اٹھنی دے بیٹھا ہوں اب جو اس بھائی کے پاس گیا اور اسے کہا کہ جیب سے پیسہ بھی غائب ہے اور اٹھنی بھی۔ اور کل فلاں وقت میں نے آپ سے پیسے کے ریوڑ لئے تھے۔ ممکن ہے مجھ سے غلطی ہو گئی ہو اور میں نے یہاں اٹھنی دی ہو اور پیسہ کہیں ویسے ہی گر گیا ہو۔ اس پر اس پاکیزہ بستی کے پاک نفس دوکاندار نے یہ رقم اٹھا کر مجھے دیتے ہوئے اسی معروف اور پیارے احمدی لہجہ میں جو خلق عظیم سے ظلی طور پر ان کے حصہ میں آیا ہے کہا پیارے بھائی! میرے بلاتے بلاتے اور پیسے گنتے گنتے آپ میری آنکھوں سے اوجھل ہو گئے۔ مجبوراً میں نے امانت کے طور پر انہیں رکھ لیا اور شکر ہے کہ آپ نے مجھے آج اس بوجھ سے سبکدوش کیا۔

میں ایسے واقعات کی کوئی طویل فہرست نہیں دینا چاہتا اور نہ یہ ممکن ہے۔ یہ احمدی قوم کی زندگی کا عملی پہلو ہے۔ ایک بیوگرافر اپنے ایک ہی ہیرو کی عملی زندگی کے ہزار واقعات میں سے صرف چند واقعات لے سکتا ہے تو میں ایک قوم کے حق میں کہاں تک یہ انصاف کر سکتا ہوں"

فائز از ہمبڑاں (لودھیانہ)

(از حیات نور ص 442)

○○○

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) فرماتے ہیں

ہر ایک کو چاہیے کہ خدا سے دعا اور استغفار میں مصروف رہے۔ اور خدا تعالیٰ کی رضا کے ساتھ اپنی رضا کو ملائے۔ جو شخص پہلے سے فیصلہ کر لیتا ہے ٹھوکر نہیں کھاتا مال اولاد بیوی بھائیوں سے پہلے ہی سمجھ لے کہ میرا ان سے کوئی تعلق نہیں سب امانت خداوندی ہیں جب تک ہیں ان کی قدر۔ عزت۔ خاطر۔ خدمت کرو جب خدا اپنی امانت کو واپس لے لے پھر رنج نہ کرو۔

دین کی جڑ اس میں ہے کہ ہر امر میں خدا تعالیٰ کو مقدم رکھو۔ در اصل ہم تو خدا کے ہیں اور خدا ہمارا ہے اور کسی سے ہم کو کیا غرض ہے۔ ایک نہیں کروڑ اولاد مر جائے پر خدا راضی رہے تو کوئی غم کی بات نہیں۔ اگر اولاد زندہ بھی رہے بغیر خدا کے فضل کے وہ بھی موجب ابتلاء ہو جاتی ہے۔ بعض آدمی اولاد کی وجہ سے جیل خانوں میں جاتے ہیں۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے ایک شخص کا قصہ لکھا ہے کہ وہ اولاد کی شرارت کے سبب پابہ زنجیر تھا۔ اولاد کو مہمان سمجھنا چاہیے۔ اس کی خاطر داری کرنی چاہیے۔ اس کی دل جوئی کرنی چاہیے۔ مگر خدا تعالیٰ پر کسی کو مقدم نہیں کرنا چاہیے۔ اولاد کیا بنا سکتی ہے۔ خدا تعالیٰ کی رضا ضروری ہے۔

تقویٰ ہر ایک باب میں سلامتی کا تعویذ ہے

عبادت کے لئے تکمیل عملی ضروری شئے ہے
(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عبد الرحمان انور

ماہنامہ تحریک جدید دسمبر 1983ء

خالد احمدیت- حضرت مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری

چند یادیں

1- مکرم مولانا ابو العطاء صاحب سے شروع سے ہی جبکہ ان کے ساتھ رشتہ داری کے تعلقات قائم نہیں ہوئے تھے ان کو نوجوان مربیان سے فطرتی لگاؤ تھا۔ جن کا علم ان کی ایک چٹھی سے ہوتا ہے۔ جسے انہوں نے 30-3-22 کو خاکسار کو لکھا جبکہ میں نے مربیان کا امتحان دیا تھا کہ

"از کوہ مری میں جماعت احمدیہ کیمبل پور سے واپس آیا۔ آپ کا محبت نامہ پڑھا۔ آپ کے اول نمبر پر کامیاب ہونے کی بہت خوشی ہوئی۔ اگرچہ مجھے اس کا پہلے ہی علم تھا۔ غالباً مولوی چراغ الدین صاحب (جو میرے کلاس فیلو تھے) کو بھی پاس کر دیا جائے گا۔ آئندہ پروگرام سے بھی مطلع فرمائیں"

2- بعد میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے حضرت مولوی صاحب کے ساتھ قرابت داری کا تعلق بھی قائم فرمایا کہ جب مولوی صاحب کی اہلیہ اول کی وفات ہوئی تو حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کو حضرت اماں جان کے ذریعہ علم ہوا کہ میری چھوٹی ہمشیرہ عزیزہ سعیدہ بیگم قابل شادی تھیں تو حضرت صاحب نے مکرم والد صاحب محترم مولوی محمد عبد اللہ صاحب بوتالوی کو اپنے ہاتھ سے اس بارہ میں لکھا جس کی نقل مکرم والد صاحب نے خاکسار کو 30-6-20 کو ارسال کی جو یہ تھا کہ

"آپ کے ہاں ایک رشتہ ہے اور مولوی اللہ دتہ صاحب کو اس وقت رشتہ کی ضرورت ہے۔ آپ کو مولوی صاحب کا اخلاص اور نیکی معلوم ہی ہے وہ بہت ہی ہونہار نوجوان اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت ترقی کرنے والے ہیں۔ اگر آپ پسند فرمائیں تو میں اس رشتہ کی تحریک کروں۔ بہت جلد اس امر کے متعلق مجھے اطلاع دے کر ممنون فرمائیں گے۔"

خاکسار مرزا محمود احمد"

اس پر مکرم والد صاحب نے مجھے خط میں لکھا کہ اگرچہ اس سے قبل میں خود اس رشتہ کے بارہ میں آپ سے دریافت کرنے والا تھا لیکن اب یہ تحریک اس عظیم الشان انسان کی طرف سے ہے۔ جس کے سامنے اپنے رسمی اور دنیاوی خیالات خام کا پیش کرنا سوء ادب ہے۔ اس واسطے میں اب عذر لنگ پیش کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ البتہ اس کے سوا اگر کوئی اور امر قابل اظہار ہو تو وہ عرض کیا جا سکتا ہے۔ میں اپنے خیال میں سعادت اور خوش نصیبی سمجھتا ہوں کہ حضرت صاحب کی نظر عنایت مجھ پر اور میری اولاد پر ہو۔ بہر حال اس بارہ میں آپ سے مشورہ کرنا اور ہمشیرہ صاحبہ کا خیال معلوم کرنا ضروری سمجھتا ہوں تاکہ جلد حضرت صاحب کو جواب عرض کر سکوں..... عزیزہ سعیدہ سے بھی پوچھوں گا۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ ان کی کیا اولاد ہے۔

خاکسار محمد عبد اللہ

چنانچہ مکرم والد صاحب نے اس رشتہ کی منظوری کی اطلاع حضرت صاحب کی خدمت میں بھجوا دی اور یہ رشتہ واقعی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت بابرکت ثابت ہوا۔

جب جلدی میں رخصتانہ کا موقعہ پیش آیا تو حضرت صاحب خود دعا کے لئے اور حضرت اماں جان حضرت سیدہ ام ناصر اور سیدہ ام طاہر صاحبہ ہمارے ہاں تشریف لائیں اور بڑی دلچسپی لی اور دعا فرمائی۔ حضرت صاحب کو جب علم ہوا کہ بعض ہمارے رشتہ دار اس موقعہ پر کوئی فتنہ کھڑا کرنا چاہتے ہیں تو رخصتانہ کے لئے حضرت صاحب نے فرمایا کہ ان حالات میں حضرت صاحب پیدل (-) میں تشریف لے جاتے ہیں اور عزیزہ سعیدہ بیگم کو حضرت صاحب کی کار میں بٹھا کر مکرم مولوی صاحب کے گھر پہنچا دیا جائے لیکن جیسا کہ نذیر احمد صاحب ڈرائیور نے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے کہا حضرت صاحب کے پیدل جانے کی ضرورت نہیں۔ پہلے وہ حضرت صاحب کو گھر پہنچا آتا ہے۔ دس پندرہ منٹ کی تو بات ہے۔ پھر ان کو محلہ دار العلوم میں چھوڑ آؤں گا چنانچہ حضرت صاحب نے منظور فرما لیا اور حضرت صاحب کو مع اہل خانہ گھر چھوڑنے کے بعد نذیر احمد کار لے کر آیا جس میں بحفاظت عزیزہ کو مکرم مولوی صاحب کے ہاں پہنچایا اور کسی کو کوئی شرارت کرنے کی جرات بھی نہیں ہوئی۔ اس طرح خدا تعالیٰ نے بعض مخالفین کی شرارتوں سے محفوظ رکھا۔ اور حضرت صاحب کی خاص توجہ سے یہ انتظام رخصتانہ سرانجام پذیر ہوا۔

3- میں جن دنوں تحریک جدید میں تھا تو تحریک جدید کے ایک مرکز کمیریاں کے علاقہ میں موضع مہت پور میں ایک تحریری مناظرہ ہوا جس میں ہماری طرف سے مناظر مکرم مولوی ابو العطاء صاحب تھے۔ خاکسار کو بھی اس میں عملی طور پر کچھ حصہ کا موقعہ ملا۔ یہ مناظرہ چھپ چکا ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت کامیاب ہوا۔

4- جب میں دفتر پرائیویٹ سیکرٹری ربوہ سے پنشن پر فارغ ہوا تو کچھ عرصہ مجھے مکرم مولوی صاحب کے رسالہ الفرقان میں بطور مینجر کام کرنے کا موقع بھی ملا۔ مکرم مولوی صاحب نے معاوضہ لینے کے لئے مجھے چٹھی لکھی لیکن میں نے کوئی معاوضہ لینا پسند نہ کیا اور باہمی تعاون سے یہ عرصہ بہت خوش اسلوبی سے گزرا۔ اور احباب جماعت سے ان کی خوش گفتاری کے کئی واقعات کو دیکھنے کا بھی موقعہ ملا۔

5- 1947ء میں پارٹیشن کے موقعہ پر جبکہ میں نے اپنے لئے بطور۔ درویش قادیان میں رہنے کا فیصلہ کیا ہوا تھا اور جب مولوی صاحب بورڈنگ ہائی سکول میں پہنچے تو ان کو معلوم ہوا کہ خاکسار اور مکرم والد صاحب ابھی تک اپنے مکان واقعہ محلہ دار البرکات میں ہی ہیں تو انہوں نے مکرم راجہ محمد نواز صاحب ساکن ڈلوال کو تیار کیا کہ وہ ایک سرکاری پولیس مین کے ساتھ جا کر ہم دونوں کو بورڈنگ میں لے آئیں۔ چنانچہ پولیس مین سے 10 روپے فی کس کے حساب سے فیصلہ ہوا۔ مکرم راجہ محمد نواز صاحب نے آکر ہمارا دروازہ کھٹکھٹایا۔ انہوں نے صورت حال سے اطلاع دی اور میں اور مکرم والد صاحب مکان سے نکل کر بورڈنگ پہنچے۔ مکرم مولوی صاحب بورڈنگ سے باہر ہی انتظار میں تھے۔ وہ ہم دونوں کو دیکھ کر بہت ہی خوش ہوئے اور ہمارے بوجہ بورڈنگ میں جگہ نہ ہونے کے پاس ہی ایک مکان سفینہ صادق میں ٹھہرنے کا انتظام کیا اور چند دن وہاں نہایت اطمینان سے گزارے پھر اندرون قصبہ آ گئے۔

6- پارٹیشن کے بعد لاہور آنے پر جب میری ڈیوٹی ربوہ میں لگی اور میرے اہل و اعیال لاہور میں تھے تو مکرم مولوی صاحب نے احمد نگر میں ایک علیحدہ مکان کا انتظام کیا جس کے دو کمرے تھے۔ ان حالات میں ایسے مکان کا مل جانا بھی بہت غنیمت تھا۔ مولوی صاحب پہلے سے ہی احمد نگر آ چکے تھے۔ اسی طرح میں روزانہ احمد نگر سے سائیکل پر ربوہ آ جاتا اور شام کو اپنے اہل و عیال کے پاس پہنچ جاتا۔

7- ایک دفعہ جب حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث ربوہ سے موسم گرما میں باہر تشریف لے جانے لگے تو آپ کا تحریری ارشاد مکرم ناظر صاحب اعلیٰ کو یہ ملا کہ

1 میری غیر حاضری میں مکرم مرزا منصور احمد صاحب امیر مقامی ہوں گے۔

2 مکرم ابو العطاء صاحب امام بیت مبارک ان کی غیر حاضری میں مکرم قاضی محمد نذیر صاحب یا انور صاحب عبادت پڑھائیں۔

3 انتہائی ضروری اور فوری معاملات میں مندرجہ ذیل ممبر سر جوڑیں اور فیصلہ کریں۔ یہ سب کمیٹی ہے۔

الف ناظر اعلیٰ

ب وکیل اعلیٰ کنوینر

ج امیر مقامی و ناظر امور عامہ

د صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ

ہ مولوی ابو العطاء صاحب

8- 1974ء اور 1975ء میں جبکہ مولوی صاحب مرکزی قائد انصار اللہ تھے۔ انہوں نے مکرم صدر صاحب انصار اللہ کی منظوری سے مجھے اپنا نائب قائد انصار اللہ مقرر کیا۔ چنانچہ کئی سال تک آمدہ خطوط انصار اللہ کے جوابات میں ہی اپنے دستخطوں سے دے دیا کرتا تھا اور سارے عرصہ میں کوئی الجھن پیش نہ آئی۔

9- عرصہ قریباً ڈیڑھ سال کا ہوا کہ میرے نام ایک لفافہ بند حضرت امام جماعت الثالث کی طرف سے موصول ہوا کہ خاکسار اس بارہ میں رپورٹ کرے اس میں ایک چٹھی مکرم صوفی بشارت الرحمان صاحب صدر مجلس کار پرداز بہشتی مقبرہ کی تھی۔ جس سے معلوم ہوا کہ حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی نے لمبی بیماری کی وجہ سے دفتر بہشتی مقبرہ کو یہ ہدایت دی تھی کہ اپنی رپورٹ برائے دفن موصی کے حسابات کرنے کے بعد آخری منظوری کے لئے اب مکرم شمس صاحب کو پیش کر دیا کریں۔ پھر ان کی وفات کے بعد حضرت صاحب نے آخری منظوری کے لئے مکرم مولوی ابو العطاء صاحب کے پاس پیش کرنے کے لئے فرمایا تھا.... اس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت مولوی صاحب کو حضور کی اس طور پر نیابت کا فرض ادا کرنے کا بھی موقعہ عطا فرمایا۔

10- مکرم مولوی صاحب کو خاکسار نے قادیان میں میرو ڈبہ 'فٹ بال' اور والی بال بھی کھیلتے دیکھا ہے۔ لیکن کھیلوں میں زیادہ شغف نہیں رکھتے تھے۔

11- آپ کی وفات سے تھوڑا عرصہ پیشتر ایک واقعہ پیش آیا جو قابل ذکر معلوم ہوتا ہے کہ مکرم مولوی صاحب مغرب کی عبادت کے بعد بیت نصرت سے گھر کی جانب آ رہے تھے راستہ میں میں بھی ساتھ تھا اور الفرقان کے ایک کاتب بھی ساتھ ساتھ آ رہے تھے۔ راستہ میں مکرم مولوی صاحب نے ان کاتب صاحب کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ کیا آپ کچھ رقم لینا چاہتے ہیں۔ میں نے بے ساختہ کہا کہ کوئی رقم کسی کو دینے کا ارادہ ہو تو دوسرے کو کیا انکار ہو سکتا ہے۔ تو مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ اگر آپ کو کچھ دینا چاہوں تو کیا آپ بھی انکار نہ کریں گے۔ میں نے کہا کہ میں بھی انکار نہ کروں گا تو فوراً راستہ میں ہی اپنے بٹوے کو کھول کر اس میں سے ایک روپیہ کا نوٹ نکال کر میری طرف بڑھایا تو میں نے ہاتھ بڑھا کر وہ روپیہ کا نوٹ لے لیا۔ مکرم مولوی صاحب بہت خوش ہوئے۔ میں نے اس جذبہ کی قدر کرتے ہوئے جو مکرم مولوی صاحب میں دیکھا تو اس نوٹ کو تبرکاً علیحدہ رکھ لیا جو اب تک میرے پاس محفوظ ہے اور اس واقعہ کی یاد دلاتا رہتا ہے۔

مکرم مولوی ابو العطاء صاحب کا پیدائشی نام اللہ دتہ تھا اور گاؤں کا نام کریحا تھا جو بنگہ ضلع جالندھر کے قریب تھا اور والد کا نام امام الدین تھا۔ جب آپ کو بلاد عرب بطور مربی کے بھیجا گیا تو عرب علاقہ کے دستور کے مطابق انہوں نے اپنے بیٹے عطاء الرحمان کے نام کے لحاظ سے کنیت ابو لعطاء اختیار کی۔ آپ کے باقی بچوں کے نام بھی عطا کے لفظ سے ہی شروع ہوتے ہیں۔ جیسے عطاء الکریم ' عطاء المجیب اسی طرح سے اب کنیت ہی زیادہ مشہور ہوئی۔

OOO

ایک اچھی بات

اے خدا کے طالب بندو! کان کھولو اور سنو کہ یقین جیسی کوئی چیز نہیں۔ یقین ہی ہے جو گناہ سے چھڑاتا ہے۔ یقین ہی ہے جو نیکی کرنے کی قوت دیتا ہے۔

ہر ایک سانس تمہیں موت کے قریب کرتا جاتا ہے

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پروفیسرڈاکٹرپرویزپروازی-سویڈن

مددگار کارکن

بعض الفاظ کسی ماحول کے ساتھ مخصوص ہو کر رہ جاتے ہیں اور اس ماحول سے ہٹ کر استعمال میں آئیں تو لوگوں پر ان کے معانی واضح نہیں ہوتے حالانکہ الفاظ میں کوئی ہیر پھیر یا گنجلک نہیں ہوتی ہے۔ یہی حال سیاق و سباق کا ہے اور علم معانی والوں نے الفاظ کی صحیح روح کو سمجھنے کے لئے سیاق و سباق پر بہت زور دیا ہے۔ یہ باتیں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ بعض الفاظ جماعت احمدیہ کے ماحول سے مخصوص ہیں اور دوسروں کے سامنے وہ الفاظ استعمال ہوں تو دوسرے ان لفظوں کو سمجھنے کے باوجود ان لفظوں کی معنویت سے آشنا نہیں ہو پاتے۔ ایسے دو لفظ ہیں "وقار عمل" اور مددگار کارکن"! ہمیں یاد ہے کہ کالج کے ایک مباحثہ میں ہمارے دوست منور احمد نمی نے جو قائد حزب اختلاف تھے' قائد ایوان کے ساتھیوں کو قائد ایوان کے مددگار کارکن کہہ کر مخاطب کیا تو سارا ہال بے حال ہو گیا مگر باہر سے آئے ہوئے مقررین بتر بتر ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے۔ بات صرف اتنی تھی کہ ربوہ کے ماحول میں مددگار کارکن کا لفظ ایک خاص معنویت کا حامل تھا جس معنویت سے باہر والے آشنا نہیں تھے۔

وقار عمل کا لفظی ترجمہ ہے عمل کرنے کا اعزاز۔ مگر جماعت کے ماحول میں یہ ایک اصطلاح ہے جو اجتماعی خدمت خلق کے لئے استعمال ہوتی۔ ہاتھ سے کام کرنا' محنت کا کام کرنے میں عار محسوس نہ کرنا۔ خلق خدا کی خدمت کے لئے جسمانی مشقت سے بھی گریز نہ کرنا۔ وہ جو ذوق نے کہا تھا کہ ۔

نام مطلوب ہے تو فیض کے اسباب بنا
پل بنا' چاہ بنا مسجد و تالاب بنا

یہ ساری باتیں جماعت کی اصطلاح میں ایک دو لفظی ترکیب میں سمٹ کر آگئی ہیں۔ وہ اصطلاح ہے وقار عمل۔ اور حقیقت یہ ہے کہ جماعت احمدیہ میں خدمت خلق ایک بنیادی عمل ہے۔ دوسرے ایسے عمل کرتے ہیں نہ وقار عمل کے معنوں ہی کو سمجھ پاتے ہیں۔

اس مضمون کا اصل نکتہ تو "مددگار کارکن" ہیں۔ ایسے مددگار کارکنان جنہوں نے اپنی زندگیاں سلسلہ کے لئے وقف رکھیں اور تادم آخر خدمت پر مستعد رہے۔ مددگار کارکن کی اصطلاح حضرت امام جماعت الثانی (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) کی وضع کردہ ہے کہ ادنیٰ خدمت پر مامور ہونے والے کارکنوں کو احساس کمتری نہ ہو۔ یہاں سویڈن میں رہ کر احساس ہو رہا ہے کہ ان لوگوں نے شاید یہ جذبہ جماعت احمدیہ سے سیکھا ہے۔ یہاں ہر کام کرنے والا برابر ہے۔ کوئی کسی سے برتر یا کمتر نہیں۔ ہم نے اپنے یونیورسٹی کے شعبہ میں صفائی کرنے والے کارکن کو صدر شعبہ کے دوش بدوش ایک ہی میز پر بیٹھے کھانا کھاتے دیکھا ہے۔ پاکستان میں یا دوسرے اسلامی ممالک میں ایسی برابری اور رواداری کہاں؟ ہاں ربوہ میں ہم نے ناظروں اور مددگار کارکنوں کو ایک ہی صف میں بیٹھ کر کھانا کھاتے دیکھا ہوا ہے۔

بات دور نکلی جارہی ہے ہم اس مضمون میں انجمن کے بعض مددگار کارکنوں اور ان کے اخلاص کا تذکرہ کرنا چاہتے ہیں۔ اپنی انجمن کی کلرکی کے دوران .... مال کے مددگار کارکن سرفراز خان سے ہماری دوستی ہو گئی۔ سرفراز خان اونچے لمبے قد کے چھریرے بدن کے آدمی تھے۔ پنجابی بھی وہی پٹھانوں والی بولتے تھے۔ نسوار کے بھی رسیا تھے مگر ہم نے انہیں دفتر سے دوسرے دفتر تک نہایت پھرتی اور تیزی سے "ڈاک" لے جاتے دیکھا ہے۔ ان کی نسوار ان کی مستعدی پر اثر انداز نہیں ہوتی تھی۔ یہاں سویڈن میں سویڈ لوگوں کو جگہ بجگہ نسوار تھوکتے دیکھتے ہیں تو اپنے سرفراز خان کی نفاست یاد آتی ہے کہ نسوار تھوکنے کو گناہ کبیرہ جانتے تھے۔ کچے کوارٹروں کی بات ہے حافظ غلام محی الدین صاحب کے چائے خانہ میں چائے پیتے ہوئے سرفراز خان سے ملاقات ہوئی۔ حضرت مولوی مصلح الدین صاحب راجیکی ایک بنچ پر اکڑوں بیٹھے تھے۔ ان سے مودب فاصلہ پر سرفراز خاں بیٹھے تھے۔ حافظ صاحب نے کوئی بات کی تو سرفراز خان نے کہا حافظ صاحب یہ بزرگوں کی اولاد سامنے بیٹھی ہے بس اسی کو دیکھنے سننے کو یہاں بیٹھا ہوں۔ سرفراز خان کی یہ بات ہمیں بہت بھائی۔ بالکل اکل کھرا چٹا ان پڑھ پٹھان مگر بزرگوں کی اولاد کا یہ احترام کہ پہروں سامنے بیٹھ کر انہیں دیکھتے رہنا! جس زمانہ کی یہ بات ہے سرفراز خان کی عمر پچاس پچپن برس تو ضرور رہی ہو گی۔ اس کے بعد ہم نے مدتوں انہیں خدمت پر مستعد دیکھا۔ سر پر صافہ لپیٹتے تھے۔ ایک سفید چادر کی بکل مار لیتے۔ یہ میرا ذوقی اندازہ ہے کہ یہ بالکل مولوی مصلح الدین صاحب کی تتبع اختیار کی ہو گی۔ واللہ اعلم! ہمیں سرفراز خان کی اس بات کے سوا اور کوئی بات یاد نہیں مگر یہی بات کیا کم ہے؟۔

پھر ہم نے حضرت میاں بشیر احمد صاحب کے مددگار کارکن بشیر کو دیکھا۔ بشیر انجمن کا کارکن شاید نہیں تھا حضرت میاں صاحب کا ذاتی خدمت گزار تھا مگر دفتر کی ڈاک گھر لے جانے اور گھر سے ڈاک دفتر لانے کا کام اس کے سپرد تھا۔ بھاری بھر کم جسم' پاؤں میں ہوائی چپل۔ بشیر دفتر آتا تو سب سے ہاتھ ملاتا اور مدتوں بعد جب تک وہ جیا جب بھی ہمارا آمنا سامنا ہوا۔ بشیر نے لپک کر ہاتھ ملانے میں ہمیشہ پہل کی۔ اس شخص کی باتوں میں حضرت میاں صاحب کی صحبت میں رہ کر اتنی ملائمت پیدا ہو گئی تھی کہ کسی شخص کا اسے نظر انداز کرنا ممکن ہی نہیں تھا۔

بشیر نام کا ایک مددگار کارکن دفتر الفضل میں بھی تھا۔ جس کے بارہ میں برادرم محمد احمد حامی نے لکھا ہے کہ "وہ بچوں کی طرح مچلا کرتا تھا" اس کے مچلنے کے ہم بھی گواہ ہیں۔ وجہ یہ تھی کہ تنویر صاحب (مراد روشن دین صاحب تنویر سابق ایڈیٹر الفضل۔ مدیر) کا حد سے زیادہ خدمت گزار تھا اور تنویر صاحب بھی اس کے ناز اٹھاتے تھے۔ وہی تنویر صاحب کا سودا سلف لاتا' ڈاک لاتا' سب کام کرتا تھا۔ گرمی سردی اس پر اثر انداز نہیں ہوتی تھی۔ ہم نے بشیر کو جوانی سے بال سفید ہونے تک تنویر صاحب کی خدمت پر مستعد دیکھا۔ تنویر صاحب کہا کرتے تھے "اگر دھوپ میں بال سفید کرنے کا عملی ثبوت چاہتے ہو تو ہمارے بشیر کو دیکھو۔"

کالج کا مددگار کارکن بابا شادی تو اپنی ذات میں ایک انجمن تھا۔ بابا شادی۔ زبان پہ بارے خدایا یہ کس کا نام آیا! اتنا مخلص' مستعد' اتنا جاں نثار' دھن کا پورا' کام کا پکا۔ آدمی کیا تھا مولوی اسماعیل میرٹھی کی پن چکی تھی۔

نہر پر چل رہی ہے پن چکی
دھن کی پوری ہے کام کی پکی

شادی اور کالج لازم و ملزوم تھے۔ دونوں ایک دوسرے میں یوں مدغم تھے کہ ایک کو دوسرے سے جدا کرنا ناممکن ہی نہیں تھا اور موت ہی شادی کو کالج سے جدا کر پائی۔ جیتے جی شادی نے کالج کا ساتھ نہیں چھوڑا۔ کالج کے زمانہ میں شادی دو چار دن کے لئے بھی کہیں چلا جاتا تو کالج کی فضا سونی لگتی۔ وہ سٹاف اور طلباء میں یکساں مقبول تھا۔ خدا جانے کس مٹی کا بنا ہوا تھا۔ ہم نے کیا کسی نے بھی اسے تھکتے نہیں دیکھا۔ دن رات مستعد' دن میں کالج کی مددگار کارکنی اور رات کو کالج کی چوکیداری! اس کی چوکیداری کا یہ عالم تھا کہ ہم نے رات کے اوقات میں بھی اسے بہت ہی کم سوتے یا غافل ہوتے دیکھا۔ وہ اساتذہ اور طلباء کو ان کی چال سے پہچان لیتا تھا اور اس کی پہچان کبھی غلط نہیں ہوئی۔ طلباء میں اس کی مقبولیت کا یہ نظارہ ابھی ہم نے پچھلے برس دیکھا کہ جرمنی کے سفر کے دوران عزیزی نعیم شاہ کے ہاں بیٹھے ہوئے شادی کا تذکرہ ہوا تو عزیزی نعیم شاہ اٹھ کر اندر گیا اور شادی کی دو تصویریں لا کر ہمارے سامنے رکھ دیں کہ یہ بابا شادی جو ہمارے دلوں میں ابھی بھی زندہ ہے۔

ہمارے ساتھ اس کی دوستی کی بہت سی وجوہات میں سے ایک وجہ یہ بھی تھی کہ ہم نے شادی کے ہاتھوں میں کھیل کر کالج کی تعلیم حاصل کی تھی اور پھر کالج میں پڑھانے پر مامور ہوئے تھے۔ شادی اس تعلق پر بہت خوش تھا۔ ایک دو بار لوگوں نے کہا بھی کہ "تم کیا ہر وقت اس کے لئے چائے ڈھوتے رہتے ہو؟" شادی نے ہنس کر جواب دیا یہ **یہیں میری آنکھوں** کے سامنے اسی کالج میں پروفیسر بنا ہے اس لئے مجھے اچھا لگتا ہے! یہ شادی کی محبت تھی۔ ہم بھی حتی الوسع اس کی دلجوئی کرتے رہتے تھے مگر خدا شاہد ہے کہ شادی نے ہماری خدمت کے عوض کبھی کسی معاوضہ کی توقع نہیں رکھی۔ اتنا بے لوث اور بے نفس آدمی ہم نے نہیں دیکھا۔ مدتوں بعد گورنمنٹ کالج فیصل آباد میں ایک بہشتی ہماری خدمت پر مستعد ہوا۔ وہ بڑی دور سے ہمارے لئے پینے کا پانی ڈھو کر لاتا تھا۔ ایک بار ہم نے اسے انعام کے طور پر کچھ پیسے دینا چاہے تو کہنے لگا "پانی پلانے کے پیسے لوں؟" ہمیں اس کی یہ ادا بہت بھائی۔ یونہی خیال آیا کہ اس کے طور اطوار احمدیوں والے ہیں یقیناً احمدی ہو گا جو خوف فساد خلق سے خاموش ہے اور ہمارا اندازہ درست نکلا۔ جس روز کالج والوں نے ہمارے احمدی ہونے کے خلاف ہنگامہ برپا کیا وہ خاموشی سے ایک طرف پڑا دیکھتا رہا اور پھر روتا ہوا ہمارے پاس آیا اور کہنے لگا "سرجی! حضرت صاحب کو دعا کے لئے لکھنا تو میرے لئے بھی عرض کرنا" خدا معلوم اب وہ بیچارا کس حال میں ہے! اللہ اس کے ساتھ ہو۔ بات شادی سے چلی تو اس بہشتی کی طرف چلی گئی کیونکہ اس کا نام بھی شادی تھا۔ شاید شادی نام کے سارے کارکن ہی اچھے ہوتے ہیں۔

شادی کا کالج میں رعب داب بھی بہت تھا اور اس رعب داب کی وجہ یہ تھی کہ سب لوگ ہی اس کے خلوص کے قائل تھے۔ ایک بار حضرت امام جماعت الثالث امامت پر فائز ہونے سے کچھ ہی عرصہ پہلے کئی دنوں بلکہ کئی مہینوں کالج تشریف نہ لا سکے کیونکہ ان کے کندھوں پر انجمن اور جماعت کے دیگر اداروں کا بوجھ تھا۔ ایک روز ذرا سی فرصت ملی تو حضرت صاحب کالج تشریف لے گئے۔ گاڑی کاریڈور کے سامنے کھڑی کی اور دفتر میں جانے کے لئے بڑھے۔ شادی نے دیکھا تو دور ہی سے آوازہ لگایا "بسم اللہ بسم اللہ! اج فوجاں کدھر بھل پئیاں نیں" (یعنی آج آپ بھول کر ادھر کیسے آنکلے ہیں)۔ یہ شادی کا ہی جگرا تھا! حضرت صاحب نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا اور اندر چلے گئے۔

امامت پر فائز ہونے کے بعد حضرت صاحب کالج میں تشریف لائے۔ سارا سٹاف آپ کے استقبال کے لئے کھڑا تھا۔ شادی بھی ایک کونہ میں دبکا کھڑا تھا۔ مصافحہ کا موقع ملا تو کہنے لگا "حضرت صاحب جی! ایک عرض کروں؟" آپ نے فرمایا ہاں شادی کہو۔ شادی کہنے لگا حضرت صاحب میں مرجاؤں تو مجھے ادھر کالج ہی میں کہیں توپ تاپ دینا۔ کالج سے باہر نہ نکالنا۔ شادی نے اتنے خلوص سے یہ بات کہی کہ سب کی آنکھیں گیلی ہو گئیں۔ مگر قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ کالج قومیایا گیا۔ شادی نے خدمت جاری رکھی مگر کچھ عرصہ بعد اپنے کسی عزیز کو ملنے کے لئے سرگودھا کے قریب کسی گاؤں میں گیا۔ وہاں موت نے آلیا۔ کسی نے اس کی خبر بھی کالج میں نہ بھیجی۔ شادی بیچارہ اجنبی زمین میں پیوند خاک ہو گیا۔ ہمیں یقین ہے کہ شادی کالج میں مرتا تو اس کی قبر کالج ہی میں بنتی۔ مگر شادی مرا کہاں ہے۔ کالج کے استادوں اور طالب علموں کے دلوں میں زندہ ہے۔

اب ایک اور مددگار کارکن بابا شریف۔

باقی صفحہ 6 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات - واقعات - شخصیات

اسرائیل فلسطین مذاکرات

فلسطینی صدر یاسر عرفات نے ہیبرون سے اسرائیلی فوج کے انخلاء کے بارے میں سمجھوتے پر دستخط کرنے سے انکار کردیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب تک اسرائیلی وزیراعظم بن یامین نیتن یاہو مغربی کنارے کے تین مزید مقامات سے اسرائیلی فوج کے انخلا کی تاریخ مقرر نہیں کرتے اس وقت تک وہ ہیبرون کے بارے میں سمجھوتے پر دستخط نہیں کریں گے۔ اسرائیلی وزیراعظم نے کہا کہ وہ صرف اسرائیلی فوج کے پہلے انخلاء کی تاریخ مقرر کرسکتے ہیں۔ بقیہ تاریخ وہ اس وقت مقرر کریں گے جب صدر یاسر عرفات اپنی ذمہ داریاں پوری کریں گے۔

اسرائیل کے فوجی ریڈیو نے بتایا ہے کہ امریکی ایلچی مسٹر ڈینس راس نے یاسر عرفات کو یقین دہانی کرائی ہے۔ خصوصی ایلچی مسٹر ڈینس راس مغربی کنارے کے شہر میرونی سے اسرائیلی فوج کے انخلاء کا معاملہ طے کرانے کے لئے اسرائیلی وزیراعظم اور فلسطینی صدر کے درمیان ملاقات کروانے کی کوشش کررہے ہیں۔

اسرائیلی حکومت کے ذرائع نے بتایا ہے کہ ہیبرون اور مغربی کنارے کے مزید تین علاقوں سے اسرائیلی فوج کے انخلاء کے بعد اسرائیل نے فلسطینی خود مختار اتھارٹی کو مغربی کنارے کا دو فیصد مزید علاقہ دینے کا فیصلہ کرلیا ہے۔ اس طرح مغربی کنارے کا 29 فیصد علاقہ فلسطینی کنٹرول میں آجائے گا۔ تاہم فلسطینی مذاکراتی ٹیم کے اہلکار یاسر عابد روبو نے کہا کہ اسرائیل کی طرف سے صرف دو فیصد علاقہ فلسطینیوں کو دیا جارہا ہے۔ اور مغربی کنارے کے شہر ہیبرون سے اسرائیلی فوج کے انخلاء کے بعد اسرائیل مغربی کنارے کے مزید تین مقامات سے فوجیں واپس بلالے گا۔

خبروں میں بتایا گیا ہے کہ اسرائیل اور فلسطین کے درمیان ہیبرون سے اسرائیلی فوجوں کے انخلاء کے بارے میں جاری شدہ بات چیت ایک بار پھر ناکام ہوگئی ہے اور فریقین کسی مشترکہ موقف تک نہیں پہنچ سکے۔

○○○

سربیا میں مظاہرے

سربیا میں حکومت کے خلاف حزب اختلاف کے جاری مظاہروں پر فوج نے اس امر کی یقین دہانی کرادی ہے کہ اگر مظاہرین پرامن رہے تو ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی جائے گی۔ اور ان مظاہروں کو روکا نہیں جائے گا۔ سربیا کی اپوزیشن صدر کے خلاف مظاہرے اس لئے کر رہی ہے کہ سرب صدر نے بلدیاتی الیکشن کے نتائج تسلیم کرنے سے انکار کردیا تھا۔ اس پر اپوزیشن نے حکومت کے خلاف مظاہرے شروع کردیئے تھے۔

وائس آف امریکہ کے مطابق طالب علم رہنماؤں نے ان مظاہروں میں کلیدی کردار ادا کیا تھا۔ ان کا کہنا ہے کہ انہیں اس بات کی ٹھوس یقین دہانی کرائی گئی ہے کہ مظاہرین کے خلاف فوج کوئی کارروائی نہیں کرے گی۔ اسی اثناء میں سربیا میں حزب اختلاف کے لیڈروں نے ایک اور بڑے احتجاجی مظاہرے کا اعلان کیا ہے۔

سرب صدر کی طرف سے ان مظاہرین پر سختی بھی کی گئی ہے۔ جس پر عالمی سطح پر رد عمل ہوا۔ اور سرب صدر پر دباؤ ڈالا گیا کہ وہ مظاہرین کے مطالبات تسلیم کریں اور بلدیاتی انتخابات کے نتائج کو تسلیم کرلیں۔ سرب صدر نے مطالبات تو فی الحال تسلیم نہیں کئے لیکن مظاہرین پر سختی ختم کر دی ہے۔

○○○

برطانیہ کی طرف سے زہریلی گیس کے استعمال کا انکشاف

پہلی جنگ عظیم کے دوران جب سابق برطانوی وزیراعظم سرونسٹن چرچل وزیر جنگ تھے تو انہوں نے جنگ کے دوران زہریلی گیس استعمال کرنے کا حکم دیا تھا۔ یہ بات جنگ عظیم کے بارے میں ان دستاویزات سے معلوم ہوئی ہے جو حال ہی میں شائع کی گئی ہیں۔ جنگ عظیم اول 1914ء سے 1919ء تک جاری رہی تھی۔

خلیج کے ایک اخبار کے مطابق 1919ء میں چرچل نے لکھا کہ جنگ کے دوران کیمیائی ہتھیاروں کے استعمال سے گریز نہیں کیا جاسکتا۔ چنانچہ 1920ء میں برطانوی طیاروں نے کردوں پر زہریلی مسٹرڈ گیس کا استعمال کیا۔ جس سے کرد سپاہی اندھے ہوگئے اور لڑنے کے قابل نہ رہے۔ برطانوی کمانڈروں نے اس خیال کا اظہار کیا تھا کہ اگر انہوں نے زہریلی گیس کا استعمال نہ کیا تو دشمن ان کے خلاف یہ گیس استعمال کرلے گا۔ اس زہریلی گیس سے انسانی پھیپھڑے شدید طور پر متاثر ہوتے ہیں اور بینائی ختم ہوجاتی ہے۔ اس سے ہزاروں کرد متاثر ہوئے۔

○○○

بوسنیا کے لئے نئی فوج

بوسنیا میں قیام امن کے جملہ مراحل پر عمل درآمد کی ضمانت کے لئے نیٹو کے ممالک پر مشتمل فوج ایک سال تک متعین رہی جب یہ فوج بھجوائی گئی تھی اس وقت سے ہی یہ خیال تھا کہ اس فوج کو صرف ایک سال تک وہاں قائم رکھنا بہت کم عرصہ ہے۔ چنانچہ اب 20۔ دسمبر کو اس فوج کی مدت ختم ہورہی تھی۔ مغربی ممالک اور اقوام متحدہ نے اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرتے ہوئے سلامتی کونسل نے ایک نئی قرارداد منظور کی ہے جس کے تحت بوسنیا کے لئے نئی امن فوج کے قیام کی اجازت دی گئی ہے۔ یہ فوج نیٹو کی اس وقت متعین فوج کی جگہ لے گی۔

○○○

نذیر احمد خادم

زبان کی حفاظت

زبان ایک عظیم عطیۂ رب رحمان ہے۔ زبان ذریعہ اظہار و گفتار ہے۔ زبان حال انسان کے ظاہری حالات کا پتہ دیتی ہے تو زبان مقال کی بدولت انسان حیوان مطلق سے ممتاز ہوکر حیوان ناطق قرار پاتا، اپنی حسب لیاقت و استعداد اپنے بیان و طلاقت کے جوہر دکھاتا اور اپنا مافی الضمیر اور خیالات دوسرے بنی نوع انسان تک پہنچاتا ہے انسانی کلام اس کی شخصیت اور عقل یا فہم و فراست کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ خاموشی کی حالت میں کچھ پتہ نہیں چلتا کہ انسان کتنا معقول و دانا یا کم فہم و کند ذہن یا ذہین و فطین ہے۔ ان سب امور سے اسی وقت پردہ اٹھتا ہے۔ جب انسان لب کشائی کرتا ہے۔ جب تک انسان لب بستہ رہتا ہے اس کے عیب و ہنر پوشیدہ رہتے ہیں۔ فارسی والوں نے کیا خوب کہا ہے۔

تا مرد سخن نہ گفتہ باشد
عیب و ہنرش نہفتہ باشد

اسی لئے داناؤں نے کہا ہے کہ خاموشی میں برکت ہی برکت اور خیر ہی خیر ہوتی ہے۔ انسان خاموشی کی وجہ سے بہت سی پریشانیوں اور مصائب سے محفوظ رہتا ہے اور بے موقع بولنے، غلط بات کرنے، دل آزاری کی بات کرنے، بہتان طرازی کرنے، دخل در معقولات کرنے، غیبت کرنے، بلاوجہ بولنے، بغیر پوچھے بولنے اور بغیر تولنے کے بولنے سے انسان بہت سی مصیبتوں اور بلاؤں کو دعوت دے بیٹھتا ہے لیکن جتنی خاموشی اختیار کرتا ہے اتنا ہی امن اور سلامتی کے قلعہ میں محفوظ ہوجاتا ہے۔ ہمیں یہی تعلیم دی گئی ہے کہ کہو تو اچھی بات کہو ورنہ خاموش ہی رہو۔ کلام کرو تو حسن کلام کرو۔ گفتگو میں نرمی ہو، شیرینی ہو۔ بات دل شکنی کرنے والی نہ ہو، دل موہ لینے والی ہو، دلوں میں گھر کرنے والی، دلوں کو جیتنے والی ہو۔ زبان شیریں ملک گیری، زبان ٹیڑھی ملک بانکا۔ درشت کلامی، سخت گوئی اور متکبرانہ انداز کی گفتگو سے دل دور ہوجاتے ہیں۔ دل اچاٹ ہوجاتے ہیں۔ شائستہ۔ سنجیدہ، پاکیزہ اور نرم انداز گفتگو جس میں اپنے مخاطب کے احترام اور عزت نفس کو بھی ملحوظ رکھا جائے یقیناً دلوں کو جیتنے کا باعث بنتا ہے پھر گفتگو میں مناسب الفاظ کا انتخاب اور مدلل انداز بہت ہی مفید و موثر ہوتا ہے۔ بہترین کلام تو وہی ہے جو مختصر ہو، مگر مدلل اور باوزن ہو۔ جب کبھی آپ کا مخاطب کوئی تیز و تند یا سخت بات کہہ دے جو آپ کو مشتعل کرنے کا موجب ہو اس وقت اگر آپ بہادر پہلوان بن کر اپنے غصہ پر قابو پالیں اور زبان پر بھی قابو پالیں اور بالکل خاموش ہی ہو جائیں تو ایسے صبر سے دیکھتے ہی دیکھتے آپ کا مخاطب شرمندہ اور پشیمان ہوکر آپ سے معذرت کرتا ہوا نظر آئے گا لیکن اگر ایسے اشتعال کے موقع پر آپ نے کچھ کہنا ہی ہے تو کم سے کم اور نرم سے نرم الفاظ میں جواب دیں۔ اور مخاطب کے عزت و احترام میں کوئی فرق نہ آنے دیں سوائے اس کے کہ معاملہ دینی غیرت کا ہو۔ ایسے میں اعراض کرنا، صبر کرنا اور ایسی مجلس سے فوراً الگ ہوجانا ضروری ہوتا ہے۔ بحث برائے بحث تو صاحب ایمان کے شایان شان ہی نہیں مگر جہاں ضروری امور پر روشنی ڈالنا مقصود ہو وہاں حضرت صاحب کا مندرجہ ذیل ارشاد ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:-

"یاد رکھو ہر ایک شر مقابلہ کے لائق نہیں اس لئے لازم ہے کہ اکثر اوقات عفو اور درگزر کی عادت ڈالو اور صبر اور حلم سے کام لو اور کسی پر ناجائز طریق سے حملہ نہ کرو اور جذبات نفس کو دبائے رکھو۔ اور اگر کوئی بحث کرو یا کوئی مذہبی گفتگو ہو تو نرم الفاظ اور مہذبانہ طریق سے کرو اور اگر کوئی جہالت سے پیش آوے تو سلام کہہ کر ایسی مجالس سے جلد اٹھ جاؤ۔ اگر تم ستائے جاؤ اور گالیاں دئے جاؤ اور تمہارے حق میں برے برے لفظ کہے جائیں تو ہوشیار رہو کہ سفاہت کا سفاہت کے ساتھ تمہارا مقابلہ نہ ہو ورنہ تم بھی ویسے ہی ٹھہرو گے جیسا کہ وہ ہیں"۔

(بحوالہ الفضل ربوہ مورخہ 11۔ دسمبر 1996ء ص9)

بقیہ صفحہ 5

اصلاح و ارشاد کے دفتر میں تھے۔ پھر بیت مبارک کے خادم مقرر ہوئے۔ جہاں ملتے نہایت پیار سے ملتے۔ پرائیویٹ سیکرٹری کے دفتر کے دو مددگار کارکن یاد ہیں مگر ان کے نام یاد نہیں۔ دن رات خدمت پر مستعد مگر خوش۔ ہمارے ابا کے دفتر کے مددگار کارکن یعقوب تھے۔ ہمارے ابا (وفات یافتہ) کا مدت العمر دستور رہا کہ گھر میں دودھ دینے والی بھینس ضرور پالتے تھے۔ یعقوب دن میں دفتر کا کام نپٹاتا اور پچھلے پہر بھینس کے لئے چارہ کاٹ کرلاتا۔ اس محنت کے اسے الگ سے پیسے دیئے جاتے تھے۔ عیالدار آدمی تھا۔ دن رات کی محنت سے بمشکل بیوی بچوں کا پیٹ پالتا تھا۔ اباجی ہمیشہ اس سے سلوک کرتے رہتے تھے ہمارے گھر میں اکثر گاؤں کے مہمان آتے رہتے تھے اور وہ گھی، مکی، گڑ، گنے لاتے رہتے تھے۔ ان تمام تحفوں میں سے یعقوب کا حصہ الگ سے اور پہلے نکلتا تھا۔ ہمیں یاد ہے اباجی کی وفات کے بعد بھی یعقوب ہمارے گھر کا کام کرتا رہا اور ہماری امی پابندی سے اس کے حصے کے تحفے اسے دیتی رہیں۔ ہم سب بہن بھائیوں کو سختی سے تاکید تھی کہ یعقوب کے ساتھ ہمیشہ عزت و احترام سے پیش آیا جائے۔ اس بات میں اباجی (وفات یافتہ) کسی کا لحاظ نہیں کرتے تھے۔ اب بھی ہم اور ہماری اولادیں سب یعقوب کا اسی طرح احترام کرتے ہیں۔

دو مددگار کارکن ایسے تھے جن کی اولادوں کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اللہ تعالیٰ نے علم کی دولت سے نوازا۔ ایک تو ہمارے چوہدری رمضان صاحب تھے۔ عمر بھر تبشیر کے مدد گار کارکن رہے اور ہمیشہ اس خدمت پر فخر کرتے رہے۔ ان کے صاحبزادے مکرم ماسٹر محمد اعظم صاحب نے اپنے دور میں بڑی نیک کمائی کی اور جب جواں عمری ہی میں ان کا انتقال ہوا تو ربوہ کے طالب علموں نے مدتوں ان کا سوگ منایا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت مقبول استاد تھے۔ انہی چوہدری محمد رمضان صاحب کے صاحبزادے برادرم پروفیسر محمد ارشد ہیں۔ برادرم عزیزم ارشد نے بھی ہماری طرح خود محنت کرکے ٹیوشنیں پڑھا پڑھا کر تعلیم حاصل کی اور کالج میں فزکس کے استاد مقرر ہوئے اور اپنے مضمون میں ممتاز استاد شمار ہوئے۔ مدتوں افریقہ کے کسی ملک میں خدمت کی توفیق پائی۔ آج کل ربوہ میں مقیم ہیں اور الفضل انٹرنیشنل میں خوب خوب مضمون لکھ رہے ہیں۔ دوسرے کارکن میاں غلام محمد صاحب تھے جو بہشتی مقبرہ کے گورکن تھے۔ ان کا بیٹا سلیم ہمارا کلاس فیلو تھا۔ سلیم ان دنوں کینیڈا میں ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے خوب خوشحال اور خوش ہے۔ سلیم کے ابا گورکنی کرتے تھے اور سلیم خود بسوں کے اڈہ پر محنت مزدوری کرتا تھا۔ حضرت امام جماعت الثالث نے اصرار کے ساتھ اسے کالج میں داخل کیا۔ سلیم نے کالج کا طالب علم ہونے کے باوجود محنت مزدوری سے ذرا بھی چرایا نہ عار ہی محسوس کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا اجر یہ دیا کہ سلیم ایم۔ اے تک پڑھا اور کینیڈا میں بیاہا گیا۔ بابا جی نے بھی اپنی محنت مزدوری کی نوکری میں کبھی عار محسوس نہیں کی۔

جماعت احمدیہ کے یہ بظاہر چھوٹے کارکن تھے مگر در حقیقت بہت بڑے تھے۔ ان کا مقام ان کے خلوص، دیانت داری، تقویٰ اور محنت اور نیکی اور جماعت کے ساتھ انتہائی اخلاص کی وجہ سے بہت اہم ہے اور یہی لوگ ہیں جو آئندہ نسلوں کے لئے روشنی کا مینار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے فیضان کو جاری رکھے۔ آمین۔

○○○

بقیہ صفحہ 1

ہے۔ جہاں خوش خبریاں دی ہیں وہاں ان خوش خبریوں سے تعلق میں خطرات سے بھی آگاہ فرمایا ہے۔ پس یہ خطرات بھی ہیں جو نیک تمناؤں کے ساتھ وابستہ ہیں۔ مجھے تو کہیں کسی کتاب میں یہ پڑھنا یاد نہیں کہ نیک تمناؤں کے ساتھ ان کے خطرات کا بھی علم دیا گیا ہو۔ (کلام الٰہی) دیتا ہے۔ کہتا ہے یہ دعا بھی، یہ خواہش نیک ہونے کے باوجود بھی خطرے کا موجب بن سکتی ہے۔

(از خطبہ 29 دسمبر 1995ء)

تصحیح

○ مکرم سید محمد احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ 8- جنوری 97ء کے الفضل کے صفحہ اول پر "ولادت" کے اعلان میں خاکسار کا نام سید محمود احمد لکھ دیا گیا ہے جو غلط ہے۔ خاکسار کا نام سید محمد احمد ہے۔

اطلاعات و اعلانات

ولادت

○ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مکرم بشیر احمد صاحب حال جرمنی کو مورخہ 31- دسمبر 1996ء کو بیٹا عطا فرمایا ہے۔ حضرت صاحب نے بچے کا نام محمد عبد اللہ بشیر عطا فرمایا ہے۔ نومولود مکرم میاں مبارک احمد صاحب سابق قائد ضلع فیصل آباد کا پوتا اور مکرم میاں غلام احمد صاحب (انصاف کمپنی فیصل آباد والے) وفات یافتہ کا نواسہ ہے۔ احباب جماعت دعا کریں اللہ تعالیٰ بچے کو نیک اور دین کا خادم بنائے۔

تبدیلی نام

○ میں نے اپنے نام رضیہ سلطانہ سے تبدیل کرکے رضیہ بیگم رکھ لیا ہے۔ آئندہ مجھے اسی نام سے ہی لکھا اور پکارا جائے۔ نیز میری تاریخ پیدائش 1962ء ہے۔

رضیہ بیگم زوجہ ایاز محمود صاحب
چک نمبر 22 شمالی خاص تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا

ضرورت انسپکٹران مال آمد

○ نظارت مال آمد کو انسپکٹران مال کی ضرورت ہے۔ جس کے لئے کم از کم تعلیمی قابلیت میٹرک سیکنڈ ڈویژن پاس ہونا لازمی ہے دینی معلومات اور حساب کتاب میں دلچسپی ہونی چاہئے۔ لہٰذا خواہشمند احباب اپنی جماعت کے امیر / صدر کی سفارش نیز تعلیمی قابلیت کی مصدقہ نقول کے ساتھ درخواستیں مندرجہ ذیل پتہ پر بھجوائیں۔ درخواستیں مورخہ 97-1-20 تک آجانی چاہئیں۔

(نظارت دیوان صدر انجمن احمدیہ پاکستان۔ ربوہ ضلع جھنگ)

واقفین نو

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ تمام واقفین نو کو صحت و تندرستی کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے اور وہ بڑے ہو کر خود اپنے آپ کو وقف کے لئے پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں۔

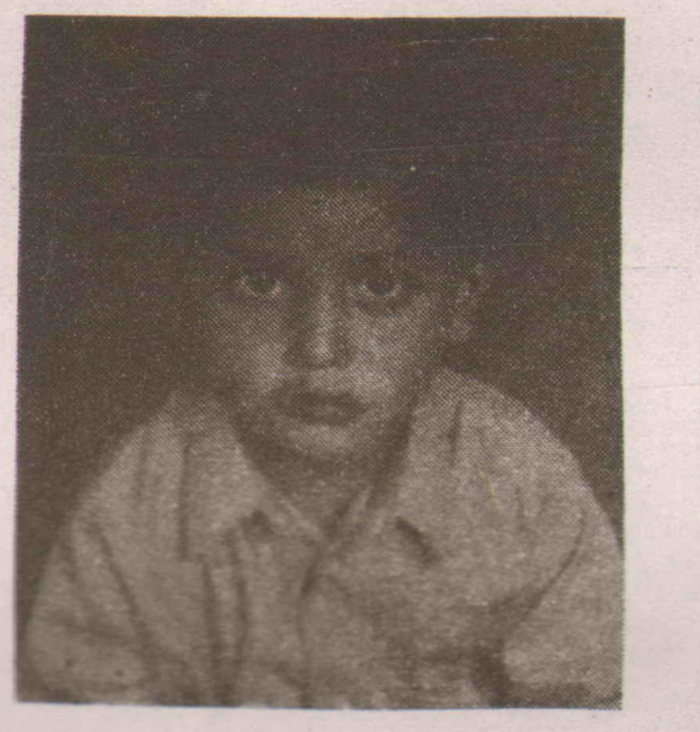

فہیم احمد ابن رانا عبد المجید ربوہ

ظافر احمد ابن میاں محمد اسحاق جھنگ

حسیب احمد ابن شفیق احمد نواں کوٹ ضلع شیخوپورہ

وحید احمد ابن مشتاق احمد نواں کوٹ ضلع شیخوپورہ

حسان احمد ابن عبد الخالق نواں کوٹ ضلع شیخوپورہ

ذیشان اسحاق سہیل انور
ابن میاں محمد اسحاق جھنگ

احسن الجزاء ابن نذیر احمد
قلعہ کالروالہ ضلع سیالکوٹ

ذو شیر ذوناش بنت نعیم احمد طاہر
قلعہ کالروالہ ضلع سیالکوٹ

کاشف محمود ابن مقبول احمد بٹ
قلعہ کالروالہ ضلع سیالکوٹ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ: 11- جنوری-1997ء
درجہ حرارت کم از کم 5 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 20 درجے سنٹی گریڈ

○ سپریم کورٹ کے چیف جسٹس مسٹر جسٹس سید سجاد علی شاہ نے کہا ہے کہ دعا کریں آئین قائم رہے۔ عوام پر مسلط ہو کر حکومت نہیں کی جاسکتی قومی سلامتی کونسل کا معاملہ آیا تو دیکھیں گے کہ آئین کے مطابق ہے یا نہیں انہوں نے قائداعظم قومی کانفرنس سے خطاب اور صحافیوں سے گفتگو میں کہا کہ لاڑکانہ کی وزیراعظم کا کیس آئے تو سہی' انہیں بھی تعاون کرنا چاہئے۔ چیف جسٹس نے کہا کہ ہم میرٹ پر کام کر رہے ہیں۔ آئین قائم ہے تو ملک و قوم قائم ہے۔ ہمیں آئین کے دائرے کے اندر رہ کر کام کرتے چاہئیں۔ قائداعظم کسی قسم کے سیاسی دباؤ کے مخالف تھے اس لئے عوام کا خادم بن کر حکومت کرنی چاہئے۔ بانی پاکستان بددیانتی کے الیکشن کے قائل نہیں تھے۔ آئین کی حکمرانی قانون کی بالادستی اور عدلیہ کی آزادی کے بغیر عوام کو عدل وانصاف کا یقین کیسے دلایا جاسکتا ہے۔

○ نگران وزیر دفاع مسٹر شاہد حامد نے کہا ہے کہ فوج کل سے امن و امان کی ذمہ داریاں سنبھال لے گی۔ بے نظیر کا اعتراض بھی ختم ہو جائے گا۔ انتخابات کے دوران امن و امان کو یقینی بنانے کے لئے چیف الیکشن کمشنر کی درخواست پر فوج تعینات کی جارہی ہے۔ بے نظیر بھٹو کو اعتراض تھا کہ صدر لغاری کے تحت منصفانہ انتخابات نہیں ہوسکتے یہ اب دور ہو جائے گا۔

○ نگران گورنر پنجاب خواجہ طارق رحیم کو سپیشل جج بنکنگ کورٹ نے یونائیٹڈ بینک لمیٹڈ کا قرضہ واپس نہ کرنے پر نادہندہ قرار دے دیا ہے۔ گورنر صاحب کی جائیداد قرق کرنے کا حکم جاری کر دیا گیا ہے۔ یونائیٹڈ بینک کے حکام کو اس مقصد کے لئے پولیس کی مدد سے گورنر کی جائیداد کے تالے اور دروازے توڑنے کی اجازت دے دی گئی ہے۔ سپیشل جج کے اس حکم پر 23۔ فروری تک عمل درآمد کرنے کی رپورٹ کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔

○ لاہور کے گنجان آباد علاقے گڑھی شاہو میں ریلوے پھاٹک کے قریب گیس سے لدے ڈرموں سے اچانک زہریلی گیس خارج ہونی شروع ہو گئی جس سے پورے علاقے کی فضا زہر آلود ہو جانے سے 30 افراد ہلاک ہو گئے جبکہ سینکڑوں بے ہوش اور زیر علاج ہیں خواتین بچے اور دیگر لوگ گھر کھلے چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ امدادی کاموں کے لئے فوج طلب کر لی گئی۔ متاثرہ علاقوں سے ہزاروں افراد محفوظ علاقوں کو منتقل ہو گئے۔

○ گورنر پنجاب نے سانحہ گڑھی شاہو کی تحقیقات کے لئے سیشن جج کو مقرر کیا ہے اور انہیں 48 گھنٹوں میں رپورٹ دینے کی ہدایت کی گئی ہے حکومت کی طرف سے ہلاک ہونے والے کو فی کس ایک لاکھ روپیہ معاوضہ دینے کا اعلان کیا گیا ہے۔

○ سانحہ گڑھی شاہو میں ریلوے ہسپتال میں 500' شالیمار ہسپتال میں 70' گنگارام ہسپتال میں 40' سروسز ہسپتال میں 30 اور میو ہسپتال میں 20 افراد پہنچائے گئے ان میں سے 200 بے ہوش تھے۔

○ سابق وزیراعظم محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ پوری قوم کو چور کہنا ملک کو عالمی سطح پر بدنام کرنے کی سازش ہے۔ چودہ کروڑ عوام کی توہین کی گئی ہے۔ 40 سال کے دوران غیر جمہوری لوگ اور آمر اس ملک پر چور دروازے سے حکومت کرتے رہے۔ قوم فاروق الحق کے وزیراعظم کے بیان کی مذمت کرتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم ڈرائنگ روم اور اخباری سیاست پر یقین نہیں رکھتے۔ ہمارا مقابلہ اس شخص سے ہے جس کو علم نہیں کہ ملک کدھر جارہا ہے۔

○ نگران وزیراعظم ملک معراج خالد نے کہا ہے کہ ملک ڈوب رہا ہو تو فوج کی مدد لینا اچھی بات ہے۔ کمینہ پن' تشدد اور کردار کشی ہمارے قومی مزاج کا حصہ بن چکی ہے۔ قوم کی اجتماعی سوچ کو استعمال کرنے کے لئے فوج کی مدد لینے میں کوئی حرج نہیں۔

○ قصور پولیس کی حفاظت میں عدالت لیجائے جانے والے 7 افراد کو مخالفین نے فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا۔

○ ایم کیو ایم کے قائد الطاف حسین نے نو تشکیل شدہ قومی سلامتی کونسل سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ ایم کیو ایم پر سے پابندیاں ختم کرائے۔ ہمارے امیدواروں کو الیکشن میں حصہ لینے کی اجازت دی جائے۔

○ حکومت نے پیٹرول کی قیمت میں ایک بار پھر اضافہ کر دیا ہے اب ریگولر پیٹرول 16ء81 سے بڑھ کر 17ء33 اور سپر 17ء92 سے بڑھ کر 18ء35 ڈیزل 9ء93 سے بڑھ کر 10ء27 اور مٹی کا تیل 9ء74 سے بڑھ کر 10ء08 کر دیا گیا ہے۔

○ جمعیت اہلسنت نے بھی الیکشن کا بائیکاٹ کر دیا ہے۔

○ لاہور ہائی کورٹ میں نو تشکیل شدہ نیشنل سیکیورٹی کونسل کی تشکیل کو ایک مقامی وکیل نے چیلنج کر دیا ہے۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ وہ نگران حکومت کے اقدامات کی انسانی حقوق کے عالمی اداروں سے شکایت کریں گے۔ آصف زرداری اور دیگر پارٹی رہنماؤں کے خلاف حکومت کے اقدامات' نظربندی اور دیگر مختلف الزامات کے بارے میں وہ پاکستان کے انسانی حقوق کمیشن کو خط لکھ چکی ہیں۔

○ اے این پی نے بتایا ہے کہ سرحد میں مسلم لیگ (ن) سے ان کا انتخابی معاہدہ ٹوٹ گیا ہے۔ مسلم لیگ پر اس کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ یہ بات پارٹی کے پنجاب کے صدر نے بتائی ہے۔

○ مسلم لیگ (ن) کے ترجمان نے کہا ہے کہ اگر عمران خان کے ناجائز بچے کی دعوے دار سیتا وائٹ کے مطالبے کے مطابق عمران خان نے خون کا ٹیسٹ نہ کرایا تو سیتا وائٹ کا دعویٰ درست سمجھا جائے گا۔

○ انڈونیشیا سمیت 50 سے زیادہ اسلامی ملکوں میں جمعہ کو پہلا روزہ رکھا گیا۔

○ بھارت میں ایک بار پھر دو طیاروں کی ٹکر ہوتے ہوتے رہ گئی۔ پانچ روز میں اپنی نوعیت کا یہ دوسرا واقعہ ہے۔

○ بنگلہ دیش کے سابق صدر حسین محمد ارشاد چھ سال کی قید کے بعد رہا ہو گئے ہیں۔ سابق وزیراعظم مسز خالدہ ضیاء نے کہا ہے کہ ایک طرف کرپشن روکنے کی باتیں کی جارہی ہیں اور دوسری طرف کرپٹ لوگوں کو رہا کیا جارہا ہے۔

○ ویسٹ انڈیز نے تیسرے میچ میں بھی پاکستان کو ہرا دیا۔

○ سابق وزیراعظم محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ نگرانوں نے ملک کا سودا کر دیا ہے۔ پاکستان ٹوٹنے کی باتیں کرنے والے خود ٹوٹ جائیں گے۔ انہوں نے انتخابی جلسوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میری حکومت توڑ کر کشمیر کی آزادی کی جدوجہد کو نقصان پہنچایا گیا۔ نگران وزیراعظم دشمنوں کی حوصلہ افزائی کر رہے ہیں۔ ایوان صدر کے انتخابی نتائج تسلیم نہیں کریں گے۔ صدر' نواز شریف اور قاضی سمیت سب کا احتساب غیر جانبدار ادارہ سے کروایا جائے۔

○ امیر جماعت اسلامی قاضی حسین احمد نے کہا ہے کہ یہ غلط فہمی جلد دور ہو جائے گی کہ جماعت اسلامی برسراقتدار نہیں آسکتی صدر نے قومی سلامتی کونسل اس مقصد کے لئے قائم کی ہے تاکہ آنے والے وزیراعظم کی حیثیت بھی ملک معراج خالد جیسی ہو۔ صرف ہماری احتجاجی تحریک مارشل لاء کا راستہ روک سکتی ہے۔ نہ عدالتی فیصلہ اور نہ الیکشن یہ کام کر سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ملک کا بچہ بچہ محتسب بنے گا۔ عوام ووٹ نہ ڈالیں تو چھ ماہ کے بعد پھر الیکشن کرانا پڑیں گے۔

○ نگران وزیراعظم ملک معراج خالد نے کہا ہے کہ مزید مہنگائی ہو گی۔ ہم کنٹرول نہیں کر سکتے۔ الیکشن کے بعد بھی قومی سلامتی کونسل قائم رہے گی تو منتخب حکومت کو استحکام سے کام کرنے کا موقع ملے گا۔ انہوں نے کہا کہ نگران حکومت نے ملک کو دیوالیہ ہونے سے بچایا ہے۔ ملکی معاشی حالات خراب ہیں۔ عوام سے حقائق کو چھپانا دھوکہ دہی ہو گی۔ ماضی کی طرح دوسروں سے مانگتے رہے تو ایسی شرائط عائد ہوں گی جن سے مزید مہنگائی آئے گی۔ انہوں نے کہا کہ نواز شریف اور بے نظیر پر ہاتھ ڈالنے کے لئے عوامی دباؤ موجود ہے فیصلہ حالات اور ملکی مفاد کے مطابق کریں گے۔

پلاٹ برائے فروخت
پلاٹ نمبر 8/4 دارالنصر غربی ربوہ برقبہ 10 مرلے فروخت کرنا مقصود ہے۔ خواہشمند حضرات منیر احمد دفتر الفضل ربوہ سے رابطہ قائم کریں۔

مفید اور مؤثر دوائیں
جو اندرون و بیرون ملک مشہور ہیں
اکسیر معدہ: ہاضمہ کا بہترین چورن
قند شفاء: نزلہ زکام اور کھانسی کے لئے جوشاندے کا انسٹنٹ پوڈر
حب سعال: کھانسی کیلئے گولیاں
خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ
فون: 211538

100٪ خالص معیاری گرم مصالحہ جات رضوان فوڈز
شادی بیاہ و دیگر پارٹیوں اور گھریلو استعمال کیلئے
گرم مصالحہ (مکمل فارمولا کیساتھ) ہمارا تعاون آپکے خاندان کی صحت کا ضامن
● محمد ابراہیم اینڈ سنز دارالرحمت وسطی ربوہ فون 212307